منقبت

ہر ایک طرف گلباری ہے ہر ایک طرف گلباری ہے
یوں لگتا ہے میرے مولا تیرے آنے کی تیاری ہے

تو بابُ العلم کا بیٹا ہے تو شہرِ وفا کا شہزادہ
تیرے عشق میں جو دیوانہ نہیں وہ عقل وخرد سے عاری ہے

تیرا عشق خدا کی رحمت ہے تو نور کا پیکر ہے مولا
جو تجھ سے عداوت رکھتا ہے وہ پاپی ہے وہ ناری ہے

تو سامنے ہو یا غیبت میں سب تیری اطاعت کرتے ہیں
کیا خوب حکومت ہے تیری کیا خوب تیری سرداری ہے

اے بارھویں حیدرؑ شیرِ نر دنیا میں تیرے آنے کی خبر
مومن کے دلوں کی راحت ہے دشمن کے دلوں پر آری ہے

ہم کیا بتلائیں کیا بولیں تاریخ گواہی دیتی ہے
جسے نارہِ حیدرؑ یاد نہیں وہ فوج ہمیشہ ہاری ہے

اپنوں کی بلاؤں کو کاٹے غیروں کے دلوں کو چاک کرے
یہ نعرہِ حیدرؑ تو پیارے تلوار ہے اور دو دھاری ہے

370 کچھ یار کا غم نہ پرواہ کی جب خطرہ دیکھا بھاگ گئے
جب مال لُٹا تو لوٹ آئے یہ یاری نہیں مکاری ہے

تیرے بغض سے ربِ کون و مکاں محفوظ رکھے ہر انساں کو
نہ مرنے دے نہ جینے دے یہ اتنی بری بیماری ہے

لہجے کی صداقت جب تولی جب حسنِ سخن کا وزن کیا
میزانِ سماعت بول اُٹھا رضوانؔ کا پلا بھاری ہے

تیرا صدقہ ملتا رہتا ہے تیرا سایہ رہتا ہے سر پر
یوں شہرِ ہنر میں آج تلک گوہرؔ کی اِجارہ داری ہے